رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

مثل ہے کہ ہمت میں زور قضائے چھپا دست ہمت کا حق ہی خدائے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ جو پیشگی ادا کریں ۵ روپیہ

ہدایت ۲۸ مرتبہ ان اخبار عہ

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور کو روانگی

Digitized by Khilafat Library

احباب کو یہ خبر بذریعہ اخبارات پہنچتی رہی ہے کہ حضرت امیر المومنین کی طبیعت نصیب اعدا علیل رہتی ہے یہ علالت بہت لمبی ہو گئی اور حضور اس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے۔

حضور کی بیماری ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ برکات اور فیوض جو کہ ہم اس مقدس اور اولوالعزم سے حاصل کرتے تھے ان سے محروم ہو گئے ۔ آپ کے مقدس وجود سے جو معارف قرآنیہ کی میٹھے چشمے بہتے تھے اور ہم اپنے رنگ اور دلوں کو اس سے صاف کرتے تھے اور اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھتے اور وہ انوار سماویہ جو اس مقدس وجود پر اترتے ہم اس سے حصہ لیتے آپ کی دعاؤں سے فیضیاب ہوتے ہمارے گناہوں نے آخر ہمکو دارالابتلا میں ڈالا اور ان مذکورہ بالا نعمتوں کو ہماری آنکھوں سے کچھ عرصے کے لئے اوجھل کر دیا۔ تاکہ ہمکو خدا کی رحمتوں اور اس مقدس وجود کی شفقتوں کی قدر ہو۔ میں اگر حضرت امیر المومنین کے فیوض کو لکھنے کیلئے بیٹھوں تو اس کے لئے ایک علیحدہ مبسوط کتاب کی ضرورت ہو گی۔ بحر حال یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور کا وجود ہماری جماعت کیلئے ایک باعث رحمت وجود ہے

نعمتیں انسان سے اسکی کسی غلطی اور گناہ کے عوض میں ہی چھینی جاتی ہیں۔ بحر حال ہم سب آدم تھے ہمارے لئے حضرت کا وجود جنت تھا اس میں سے ہم قرآنیہ کے چشمے نکلتے تھے اس چہرے میں خدا کی تجلیات کا جلوہ تھا۔ اس سے نور ایمان کی روشنی ملتی تھی۔

اس کی نیم شبی دعاؤں کے سایہ میں ہم پرورش پاتے تھے۔ افسوس ہم اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس جنت سے محروم کر دیئے گئے۔ لیکن یہ سچ بات ہے کہ ہم اگر سچی تبدیلی پیدا کرینگے اور دعاؤں میں لگ جائینگے تو ضرور ضرور خدا کے فضل سے پھر اس جنت کو حاصل کرینگے

الحمد للہ ہم نے اس غلطی کو محسوس کر لیا ہے ایک خاص تبدیلی شروع کر دی ہے دعاؤں اور صدقوں سے قربانیوں۔ اور گریہ زاری سے اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی ہے ہمکو امید ہے کہ ہم انشاء اللہ ضرور اس دارالابتلا سے نکلیں گے ہاں میں دور چلا گیا اسی بیماری کی وجہ سے حضور کو تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ اطباء اور ڈاکٹروں نے دیا۔ احزا اس غرض کے لئے ۳ مئی کا دن مقرر کیا گیا۔ ۳ مئی جمعہ کا دن تھا۔ صبح لوگ نہا دھو کر مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے لئے چلے گئے ۔

خطبہ جمعہ حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب قبلہ نے پڑھا! آپنے اس خطبہ میں بھی حضرت کی علالت طبع کو ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ بتایا! اور اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے ہمکو ایک خاص کوشش

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۸)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں اہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر اینڈ پبلشر کے شائع ہوا

مکتوبات احمدیہ

حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا یہ بھی خدا تعالےٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے۔ کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی کہ خط برابر بھیجا جاوے۔ اور میرا جس قدر خدا تعالےٰ کی عجیب اور خارق عادت فضلوں پر یقین رکھنا ہون کاش کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپکے دل میں ڈال سکتا۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نومید نہیں کر سکتا۔ کہ جب انسان ہاتھ بجز زندون میں ہو۔ میں دیکھتا ہون کہ دنیا کے اور اسباب سے سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں۔ لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جاویں۔ یہ امید ہماری **ٹوٹنے کے قابل نہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے**۔ انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بھی چار تجربہ سے خواص الاشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً دیکھتے ہیں کہ پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے۔ کیسٹر آئل دست لاتا ہے سیم الفار پوری خوراک پر ہلاک کرتا ہے۔ تو پھر خدا کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جسکو ہم اپنی زندگی میں صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ **گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث ہوتی ہے**۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع نہیں کریگا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ **غمگین ہو**۔ اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان تو آدمی سے بھی تسلی پاکر غمگین نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ کی ضرورت پیش آوے۔ اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ اور وہ فکر ادائیگی میں مر رہا ہو۔ اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائیگا۔ جس طرح **سید احمد خان** آخر ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ کر گئے۔ لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دولت مل جاوے جو ذات کا چوہڑا یعنے بھنگی ہے یا چمار ہے۔ اور وہ بہت دولت مند ہو اور وہ اسکو تسلی دے کہ غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام روپیہ میرا میں ادا کر دونگا اور اس کو یقین آجاوے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدہ پر یہ شخص تمام روپیہ ادا کر دیگا۔ تو قبل پہونچے روپیہ کے جس قدر کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی ایک نظر میں ایک معمولی امر ہو جائیگا۔ اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہیگی ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ **خدا تعالےٰ مجھے ضائع نہیں کریگا وہ بلاشبہ ضائع نہیں ہوگا**۔

غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے

ایک تو بشریت کا غم ہے اس میں تو ایک حد تک انسان معذور ہوتا ہے جب کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے۔ وہ بشریت کا غم تھا۔ مگر ایک **ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے** جیسا کہ کوئی نادان یہ غم کرے کہ اب میرا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ مجھے روٹی اور کپڑا ملیگا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر ان توبہ نکرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے رزقی کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری رہے ہر ایک ساعت خدا تعالےٰ کے فضل کی امید ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء

دعائے محمود

سنہ ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت اولوالعزم کی ایک نظم پڑھی گئی تھی جو دعا کے رنگ میں اور معاً اصلاح و تربیت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ میں اسے آج پھر درج کر کے تذکیر کا کام کرتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

کیا ہو جاؤں

عہد شکنی نکروا اہل وفا ہو جاؤں
گرتے پڑتے در مولیٰ پر رسا ہو جاؤں
جو ہیں مخلوق سے خفا ان سے خفا ہو جاؤں
حق کے پیاسوں کے لئے آب بقا ہو جاؤں
غنچہ دین کے لئے باد صبا ہو جاؤں
سرخ رو روبرو دے اور محشر ہو جاؤں
بادشاہی کی تمنا نکروں تم ہرگز
بحر عرفاں میں غوطے لگاؤں دم بھر

وصل مولیٰ کے جو بھوکے ہیں انہیں سیر کروں
قطب کا کام دوں تم ظلمت تاریکی میں
پنبۂ مرہم کافور ہو تم زخموں پہ
طعنۂ رخ جاناں کو دکھاؤں دلبر
امر معروف کو تعویذ بناؤں جاں کا
دم عیسیٰ سے بھی زیادہ ہو دعا تاثیر میں
ماہ مولا میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں

اہل شیطان نہ بنوں اہل خدا ہو جاؤں
اور پروانہ کی مانند فدا ہو جاؤں
جو ہیں اس در سے جدا ان سے جدا ہو جاؤں
خشک کھیتوں کیلئے کالی گھٹا ہو جاؤں
کفر و بدعت کے لئے دست قضا ہو جاؤں
کاش تم حشر کے دن عہد برآ ہو جاؤں
کوچہ یار یگانہ کے گدا ہو جاؤں
بانی کعبہ کی تم کاش دعا ہو جاؤں
وہ کروں کام کہ تم خوان ہدیٰ ہو جاؤں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہنما ہو جاؤں
دل بیمار کو درمان و دوا ہو جاؤں
عاشقوں کیلئے تم قبلہ نما ہو جاؤں
بیکسوں کے لئے تم عقدہ کشا ہو جاؤں
ید بیضا بنوں موسیٰ کے عصا ہو جاؤں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤں
صدقہ فضل و کرم وارث ایماں دیدی
عاشق احمد و محبوب خدا ہو جاؤں

صدائے بشیر

(حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر احمد صاحب ایم۔اے کی پائی نظم)

اپنا غمخوار مجھکو جان اے دوست
میرا کہنا کبھی تو مان اے دوست

درد دل سے کہونگا جو میں کہوں
فوائس کو کبھی نہ جان اے دوست

در دلی دنیا سے مت لگانا دل
چند روزہ ہے یہ جہان اے دوست

رکھیو تو یاد خدا کہ پیری میں
تجھ کو رکھیگی یہ جوان اے دوست

گر خدا کی طرف جھکے گا تو..
وہ بھی خود ہو گا مہربان اے دوست

اس سے نکلیں گے بے بہا موتی
ایسی اسلام کی ہے کان اے دوست

زہر قاتل ہے ایک بدظنی
ہو کبھی بھی نہ بدگمان اے دوست

گالیاں سن کے ایسا ہو خاموش
گویا منہ میں نہیں زبان اے دوست

دین سے تو ہوا ہے غافل کیوں
اس پہ لگتا نہیں لگان اے دوست

کر لے جو کچھ کہ ہو سکے تجھ سے
تیرے سر پہ ہے امتحان اے دوست

دین سے جو تجھے کرے غافل
کہنا اس کا کبھی نہ مان اے دوست

لوٹ لے دین کا خزانہ تو۔
کیونکہ غافل ہے سب جہان اے دوست

تجھ کو رکھنا ہے گر نشان اپنا
خود مٹا اپنا تو نشان اے دوست

غم اٹھانے پڑیں گے گر رہنا
چاہتا ہے تو شادمان اے دوست

اپنے دل میں جگہ خدا کو دے
تاکہ جنت میں ہو مکان اے دوست

چاہتا ہے اگر کہ شان بڑھے
چھوڑ دے اپنی آن بان اے دوست

کھانے پینے میں رہ نہ تو کہ مجاں
تجھ کو دیں گے نہ قوت و نان اے دوست

تجھ پہ اللہ اپنا رحم کرے
اور ہو تجھ پہ مہربان اے دوست

دل میں کر گیا ہے گھر احمدؐ
کیا ہے سادہ نیز ابیان اے دوست

میں یہ کرتا دعا ہوں بالآخر
تیرا جنت میں ہو مکان اے دوست

معیار شرافت

جہالت کے زمانہ کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان خون اور ہڈی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو۔ اور وجہ فضیلت و معیار شرافت کو ان باتوں میں محصور کر دے۔ جو انسان کے اندر کوئی خاص خوبی پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ اسلام نے دنیا میں آکر ماؤ شما کی بحث کو درمیان سے اڑا دیا اور وجہ تکریم و معیار تعظیم صرف تقویٰ قرار دیکر فرمایا۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

ابلیس اور آدم کے مقابلہ میں جو بحث پہلے مرحلہ پر پیش آئی وہ یہی تھی کہ ابلیس اپنی ناری پیدائش پر نازاں اور آدم کی طینی خلقت کو حقیر و ہیچ سمجھتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آدم کی فضیلت میں اس کے علم کو پیش کر کے بتا دیا کہ علوم الٰہی کا سچا متبع اور ماہر ہی عزت و تکریم کا مستحق ہے۔

غرض خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبیوں کی زبان پر شرافت کا معیار نہ دولت ہے نہ خزانہ اور وہ علم جو کورانہ تقلید اور بے جا ضد کو پیدا کرے بلکہ تقویٰ اور وہ علم جو خشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے اور جس کا ماٰل اور نتیجہ وہی تقوےٰ اللہ ہے۔

اور یہ ایک ایسی قابلیت ہے کہ انسان اس کے ذریعہ دنیا میں ایک پاک روح نفخ کر سکتا ہے۔

مسلمانوں نے اس اصل کو کھو دیا وہ جاہلیت کی طرف گئے اور انکی زبانوں پہ وہی دھیے۔ موچی۔ جلاہے وغیرہ کے الفاظ آکر اپنے ہم وطنوں کے لئے خطاب حقارت بن گئے۔ جبکہ انکو ایک سبق دیا گیا تھا کہ مومن باہم بھائی ہیں۔

انما المومنون اخوۃ

اخوۃ میں جو ایمانی اخوت سے پیدا ہوتی ہے۔ سیاہ سفید کے تفرقہ کو مٹا دیا گیا تھا۔

جب تک مسلمانوں نے اس اصل کو زیر نظر رکھا۔ ان کی کامیابی یقینی اور ان کا اثر حکمی تھا۔ لیکن جب کہ تقویٰ کے مقام سے گر گئے اور تقویٰ ان کا نصب العین نہ رہا تو ان کی پستی یقینی ہو گئی

لیکن یورپ نے اس سبق کو اسلام سے سیکھا اور اپنا نصب العین بنایا۔ اگرچہ یورپ نے تقوےٰ کو اپنا نصب العین نہیں بنایا مگر اپنے یہ ضرور کیا۔ کہ خون اور ہڈی کی تکریم کے مقابلہ میں علم و عمل کو مدنظر رکھا۔

عہدوں کے عطا اور تعویض کار میں انہوں نے ذات پات کے خیال کو چھوڑ کر قابلیت کا معیار قائم کیا۔

پنولین کی زندگی پر ایک تبصرہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اسکی کامیابی کا راز اس ایک نکتہ میں مخفی تھا کہ وہ چھوٹوں کو بڑا بنا دیا کرتا تھا پنولین کہتا ہے کہ میں نے ایک کسان کے بیٹے کو دیکھا اس کی تربیت کی اور جب دیکھا کہ اس میں خداداد قابلیتیں موجود ہیں تو اسکو سپہ سالار بنا دیا۔ یہ سچ ہے کہ میری تمنا یہ تھی کہ جماعت انسانی میں عام مساوات قائم کر دی جاوے اور ہر شخص سے وہ کام لیا جاوے جس کا وہ اہل ہے۔

میں نے بڑے بڑے منصب پر کبھی کسی شخص کو شرطیکہ اس میں لیاقت موجود ہو مقرر کرنے میں کبھی کسی اسبات کا خیال نہیں کیا کہ سوسائٹی میں اسکا درجہ کیا ہے۔

یہ تو دور کی بات ہے آج دنیا میں سب سے بڑی سلطنت (برطانیہ) کے مدبر اعظم اور وستور معظم جناب مسٹر لائیڈ جارج کے حقیقی چچا کا پیشہ کفش دوزی تھا اور اس کے جنازہ کے ساتھ بڑے بڑے امرا شامل تھے۔ گویا یورپ نے اسلام سے یہ سبق سیکھا اسلام کے زمانہ اول میں یہ تفاریق نہ تھیں۔ وہاں اس پر عمل ہوتا تھا کہ قابل اور متقی کے سپرد وہ امانت ہوتی تھی۔

جو دوسروں پہ حکومت یا فصل قضایا کے متعلق ہو لیکن ہندوستان کی آب و ہوا نے مسلمانوں کے طرز عمل کو بدل دیا۔

اور اس زمانہ میں ایک نئی مرض ڈگریوں کی پیدا ہوگئی ہے۔ ایک شخص اگر کوئی کام عمدگی کے ساتھ کر سکتا ہے اور بدقسمتی سے اس نے کسی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل نہیں تو اس کی خداداد قوتیں ان کے مقابل محض نکمی اور بیکار سمجھی جاتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں ان خیالات کی بیخ کنی ہو اور ہمیشہ وہ اپنے امور کے معاملہ میں ان باتوں کو مدنظر رکھیں جن میں اسلام کا حقیقی روح جلوہ گر ہو۔

خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو محض اس لئے قائم کیا ہے کہ یہ گم شدہ صداقت پر ظاہر ہو۔

یورپ آج جس اشتراکیت اور مساوات پر ناز کرتا ہے۔ تیرہ سو برس پہلے ان کی بنیاد تعلیم اسلام نے دی تھی۔ انشاء اللہ العزیز اشتراکیت پر ایک دلچسپ سلسلہ الحکم کی آئندہ اشاعتوں میں قارئین کرام ملاحظہ کریں گے وباللہ التوفیق ٭

مولودِ مسعود

الحکم کے احباب اس خبر کو نہایت خوشی کے ساتھ سنینگے۔ کہ خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے ۳ مئی کی رات کو ایک بجے کے قریب ایڈیٹر الحکم کو دوہتا عطا فرمایا۔

اس سے پانچ ماہ قبل خدا تعالےٰ نے اپنی غریب نوازی کے ساتھ ایڈیٹر الحکم کو نواسا اور ایک بیٹا اور ایک پوتا عطا کیا الہم زد فرزد۔ آج پھر فضل پر فضل ہوا

میں نے دیکھا ہے کہ ایڈیٹر الحکم ہمیشہ ایسے فضلوں کو دیکھ کر بے اختیار خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔

میں ناظرین کرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ان بچوں کیلئے دعا کریں وہ نافع الناس ہوں خادم دین ہوں۔ اور ماں باپ کے لئے قرۃ العین ہوں۔ اور دین ودنیا میں عزت حاصل کریں اور لمبی عمریں پاویں ٭ والسلام (محمود احمد)

اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تبدیلی آب وہوا کے لئے تشریف لیگئے ہیں اور حضور نے جانے سے تھوڑی دیر پیشتر ایڈیٹر صاحب الحکم کو بھی لاہور تک جانے کا حکم دیا۔ اس لئے ان کے فوراً چلے جانے کی وجہ سے اخبار ۱۲ صفحہ پر شائع نہیں ہو سکا + اور آٹھ صفحے کا اخبار ہی وقت پر نکال دینا غنیمت سمجھا گیا امید ہے کہ احباب اس کمی کو خاص مجبوری خیال کرکے درگذر فرمائینگے +

مینجر

رپورٹ آمدہ از لاہور

سفر اللہ کے فضل سے آرام سے طے ہوا۔ حضور پہلے پالکی میں سوار تھے مگر پھر گاڑی میں سوار ہو کر ہسپتالہ سٹیشن تک آئے رات کو سٹیشن پر قیام فرمایا الحمد للہ رات آرام سے گذری۔

اس وقت کہ دن کے بارہ بجے ہیں۔ حضرت کی طبیعت اچھی ہے سوائے معمولی ضعف کے شکایت کوئی نہیں۔ کراچی نہ جانے کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اب اور کس جگہ تشریف لے جائینگے۔ اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ احباب التزاماً اپنے آقا و محسن کے لئے دعاؤں میں مصروف رہیں ٭ (ایڈیٹر)

ایک خوشی کی خبر

اس سال بی۔ ٹی کلاس کے امتحان میں دو احمدی شامل ہوئے۔ الحمد للہ وہ دونوں کامیاب ہو گئے۔ ایک ان میں سے مسٹر محمد شفیع احمدی بی اے ہیں جو ۲۸۷ نمبر پر کامیاب ہوئے دوسرے مسٹر قادر بخش صاحب جو سلسلہ کے پرانے مخلص ہیں۔ کے صاحبزادے مسٹر رحیم بخش صاحب ایم اے ہیں جنہوں نے ۲۸۹ نمبر حاصل کئے ہیں اللہ تعالیٰ انکی کامیابی سلسلہ کے لئے مبارک کرے ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نائب پیغمبر کی دو نایاب تحریریں

فلسفہ اخلاق خلاصہ مضمون

اقسام توحید

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے۔ توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ۔ توحید بہ تخلق اخلاق اللہ۔ توحید بہ شہود توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوئی ہے کہ جب تمام الہ باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنی لا الہ الا اللہ کا مضمون کا قائل ہو۔ اور اسی کی ضمن میں توحید فی صفات اللہ متحقق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے۔ پھر زیادہ تشریح اس کی کلمہ وحدہ لاشریک میں ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ کسی نوع کا شریک خدا کے لئے لازم نہیں۔ یہ تو توحید علمی ہے۔ اور توحید عملی یعنے عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے۔ کہ جب ہر ایک فعل اس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات اللہ میں ایسے محو ہوں۔ جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اس وقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں۔ کیونکہ خدا کے اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہیں اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہریں گے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہوں یا اقسام توحید کے بتفصیل ذیل ہیں۔

توحید اعتقادی۔ توحید فی العبادت۔ توحید اخلاقی شہودی۔

توحید اعتقادی کی ظاہر ہے توحید فی العبادت یہ ہے۔ کہ عبادت میں خدا تعالیٰ کا کوئی شریک نہ ٹھہراویں۔ توحید اخلاقی یہ ہے کہ جو ہر فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو۔ توحید شہودی یہ ہے جو یہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالیٰ صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جاوے۔

فایدہ

شرک تین قسم پر ہے۔ ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزوں کے خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے۔ جو ظاہر اور بدیہی نہیں بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے ان سے بھی منہ پھیر کر فاعل حقیقی ایک خدا کی ذات کو سمجھنا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا

تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اس کے دریافت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ جو بجز وجود باری تعالیٰ کے اور تمام وجودوں کو نیست اور نابود سمجھا جاوے اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد افلح من زکّٰھا۔

کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہیں ہو سکتا سو یہ ایک محبت تام کی طرف اشارہ ہے ٭

درخواست دعا

غریبا براہیم علی جو آج کل فیلڈ سروس بیرکارہ میں مقیم ہے۔ احباب مخلصانہ سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ امید ہے کہ محبان الحکم اپنے خادم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے ٭

معارف القرآن

قرآن مجید کے اسماء کے اظہار و بیان میں وعدہ کیا تھا۔ کہ آئندہ قرآن مجید کے رسم قرآن پر انشاء اللہ بحث کی جائیگی۔ قرآن مجید کا مشہور تناور حقیقی نام قرآن ہے اور خود قرآن مجید میں کم و بیش ساٹھ مرتبہ یہ نام آیا ہے چنانچہ چند مقامات حسب ذیل ہیں

(۱) انہ لقرآن کریم (واقعہ) بے شک یہ کتاب قرآن کریم ہے

(۲) بل ھو قرآن مجید (بروج) بلکہ یہ کتاب قرآن مجید ہے۔

(۳) ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل (بنی اسرائیل) بیشک یہ قرآن کریم اس بات کی ہدایت کرتا ہے۔ جو بہت سیدھی ہے

اسی طرح پر اور بہت سے مقامات پر قرآن کریم کا نام قرآن بیان کیا گیا ہے اور عام طور پر مسلمان بلکہ ان کے سوا غیر مذاہب کے لوگ بھی یہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب کا نام قرآن ہے

قرآن مجید کے اس نام پر ریورنڈ جارج سیل نے اپنے ترجمہ قرآن کریم بزبان انگریزی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس لفظ قرآن مجید کا نام عبرانی ہے۔ یہود چونکہ تحمیا نبی کی کتاب کو قرده یا مقرا کہتے تھے پھر مجموعہ تورات کو اسی لفظ سے قرآن بنایا گیا۔ مگر جارج سیل صاحب کی اس عجیب تحقیقات کا ایک ہی لفظ سے رد ہو جاتا ہے کہ قراہ یا مقرا کے معنے پڑھنے کے ہیں تو عربی زبان میں اس کے لفظ قرأت موجود ہے تو بجائے قرآن کے اس کا نام قرادہ ہوتا۔ اگر وہ مجموعہ تورات کے نام پر موسوم کیا گیا ہوتا۔

عربی زبان کے ائمہ لغت میں لفظ قرآن کی تحقیق کے متعلق اختلاف ہوا ہے مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ ائمہ لغت کی باریک بحثوں میں پڑوں۔ مگر یہ ایک قدر مشترک کے طور پر مانا گیا ہے لفظ قرآن ایک علمیت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس علم کی حقیقت لغوی معنوں سے بھی ثابت ہے امام اشعری کی تحقیقات یہ ہے کہ قرآن قرن سے مشتق ہے قرن کے لغوی معنے ملانے کے ہیں چونکہ قرآن مجید سورۃ۔ آیات۔ حروف کو ملاتا ہے اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے۔

یہ حقیقت ایک حد تک درست اور توضیح طلب ہے اس سے قرآن مجید کی ترتیب کے محکم اور صحیح اسلوب پر ہونے کا انباط ہوتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ بعض لوگ جو اپنی کوتاہ علمی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات میں کوئی ربط اور ترتیب نہیں۔ انکو اس سے ملزم کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا نام ہی ان کے اس خیال باطل کی تردید کرتا ہے اس خود ترتیب کے نظام محکم کی طرف اشارہ ہے

ایک اور امام فراء کہتے ہیں کہ قرآن قرائن سے ماخوذ ہے قرائن۔ قرینہ کی جمع ہے۔ جس کے معنے دلیل اور شبہ کے ہیں چونکہ قرآن مجید کی ہر آیت دوسری آیت کی نظیر اور دلیل ہے اور قرآن کریم کی آیات میں باہم ایک مشابہت ہے۔ لہذا وہ قرآن کہلاتا ہے یہ صداقت بھی اپنے رنگ میں ایک بردست صداقت ہے قرآن مجید کی آیات میں باہم ربط کے علاوہ مشابہت عام طور پر پائی جاتی ہے اور قرآنی نظام خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب سے بھی ایک مشابہت اور مطابقت رکھتا ہے قرآن مجید نے خود اپنے آپ کو کتاباً متشابھاً فرمایا ہے۔ اور یہ بھی بالکل عیاں ہے کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان معقول اور مدلل ہے۔ بلکہ اسکو تمام دوسری کتابوں پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ کہ وہ آپ ہی دعویٰ بیان کرتا ہے۔ اور آپ ہی اسکے دلائل کو بیان کرتا ہے کوئی تعلیم۔ کوئی اصول خواہ وہ انسانی زندگی کے کسی حصہ کے متعلق ہو قرآن مجید نے ایسا بیان نہیں کیا جسکے کھلے کھلے دلائل اس نے آپ نہ دئے ہوں۔ وہ دوسروں کے دلائل کا محتاج نہیں کسی اور کے سہارے پر کھڑا نہیں۔ بلکہ

وہ اپنے ماننے والوں کو دلائل سے مستغنی کر دیتا ہے

(باقی دارد)

کرنے کی ترغیب دی جمعہ کے بعد جب کہ سخت گرمی تھی احباب اس مقدس چہرہ کو دیکھنے کے لئے پروانوں کی طرح بیقراری کیساتھ جمع ہو رہے تھے۔ وہ وہ نازک چہرے جو کہ ایک منٹ اس دھوپ کی شدت میں کھڑا رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے بڑے آرام کے ساتھ جمے کھڑے تھے ان کا شوق انکو بیقرار کر رہا تھا۔ اور انکی آنکھیں اس راستے کی طرف لگی ہوئی تھیں جن میں سے حضرت صاحب کے آنے کا گمان تھا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب احباب کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی روانگی عصر کے بعد ہے تو یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ عصر کی نماز کے بعد پھر فوراً ہی احباب جمع ہو گئے چھوٹی مسجد کے دروازے سے لیکر شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی کی دوکان تک بہت بڑا مجمع تھا۔ کندھے سے کندھا چھیلتا تھا۔ اور ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا بے اختیار آنکھیں حضرت کی انتظار میں دروازوں کی طرف لگی ہوئیں تھیں۔ بعض لوگ دھوپ کی وجہ سے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ اچانک علامہ سید سرور شاہ صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں سے تشریف لائے دور کے لوگوں نے سمجھا کہ حضرت اگئے سب سمٹ کر اکٹھے ہو گئے۔

مولانا شیخ اسماعیل صاحب سرسادی نے دوکان پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھکو تکلیف ہے اس لئے کوئی شخص میرے قریب نہ آوے۔ جب میں آرام سے بیٹھ جاؤں اور طبیعت درست ہو جائے۔ اس وقت جب کہوں تو میرے نزدیک آؤ تمہارے مصافحے ہو جاوین گے۔ اگر پھر بھی طبیعت درست نہ ہوئی اور میں منع کر دوں۔ تو کوئی شخص میرے قریب نہ آوے اس اعلان کو سن لینے کے بعد طبیعتیں کچھ ملول سی ہو گئیں۔ کیونکہ اتنے دنوں کے بعد یہ شرف حاصل ہونے والا تھا۔ اور اب اس سے بھی محروم ہوتے نظر آتے تھے سب پھر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے آخر اسباب گڈہے پر لاد دیا گیا اور وہ روانہ ہو گیا اس کے بعد پالکی اٹھا کر مسجد مبارک کے دروازے کے آگے رکھ دی گئی اب لوگوں کا انتظار اور بھی بڑھ گیا۔ اور سب احباب پالکی کے ارد گرد جمع ہو گئے کہ پھر مولینا سید سرور شاہ صاحب جواب لیکر کسی غرض کے لئے حضرت کی خدمت میں گئے ہوئے تھے۔ جب آئے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ وارفتہ ہوئے ہیں آپ نے مسجد مبارک کی سیڑھیوں میں ادھی سے کھڑے ہو کر پھر پہلے اعلان کو سنایا۔ احباب الامر فوق الادب سمجھکر فوراً پیچھے ہٹ گئے ۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیرالمومنین چھوٹی مسجد میں سے تشریف لے آئے فوراً آپ کا تشریف لانا یوں معلوم ہوتا تھا کہ بادل پھٹ گئے اور سورج نکل آیا۔ حضور نے علامہ سید سرور شاہ صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ خرامان خرامان سیڑھیوں سے نیچے اتر آئے۔ پالکی میں حضور لیٹ گئے دور سے احباب حضور کے چہرہ کو دیکھ رہے تھے اور حکم کی تعمیل میں کوئی شخص آگے ہونے کی جرات نہ کرتا تھا حضرت صاحب نے ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی معرفت جماعت کو تین پیغام دیئے۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ حضرت امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ (۱) میں سنتا ہوں کہ تم لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہو اس کو چھوڑ دو اپنی اصلاح کرو (۲) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد مولوی شیر علی صاحب امیر ہونگے ان کی پوری اطاعت کرنا (۳) السلام علیکم ۔

وعلیکم السلام کا نعرہ بلند ہوا۔ پالکی اٹھائی گئی تمام احباب حضور کی پالکی کے پیچھے چلنے لگے۔ اور کچھ دور تک ساتھ گئے

قادیان سے حضور علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے ہیں وہاں جانے کے بعد معلوم ہو گا کہ حضور کس جگہ تشریف لے جاوین گے ۔